بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳ ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

# THE ALHAKAM

=qadian=

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

قیمت سالانہ پیشگی
دیہاتی ریاست
تمام دنیا سے عام
معاونین سے عہ
عوام سے عہ

سرپرستان رسالہ سے عرض ہے

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہار قادیاں بینی ✤ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵ ✤ مورخہ ۳۸ رجولائی سنہ ۱۹۲۳ء ✤ نمبر ۲۹

## قادیان میں عید اضحیٰ

دارالامان میں ۲۵ رجولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو عید ہوئی۔ ۲۴ رجولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو کثرت کے ساتھ احباب نے روزہ رکھا اور بعد عصر مغرب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت نصیب اعدا پچھلے چند روز سے ناساز تھی۔ ۲۱ رجولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو باوجود ناسازی طبیعت آپنے طلباء مدرسہ احمدیہ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے روبرو ایک لطیف تقریر فرمائی۔ چونکہ طلباء تعطیلات موسمی کیوجہ سے گھر جا رہے تھے۔ اسلئے آپ نے اس موقعہ پر ایک مختصر مگر جامع تقریر سے سلسلہ کے نوجوانوں کو محروم نہ رکھنا چاہا اور اسکا بھی اثر طبیعت پر ہوا۔

بارش کیوجہ سے قادیان کے ارد گرد پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔ ۲۳ اور ۲۴ رجولائی سنہ ۱۹۲۳ء کو اسقدر بارش ہوئی کہ پانی کا سیلاب آگیا۔ اور عید گاہ یا باغ میں نماز کا پڑھنا مشکل ہوگیا۔ اسلئے نماز عید کیلئے مسجد نور تجویز کی گئی۔ اسمیں یہ امر بھی زیر نظر تھا کہ اگر بارش کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ تو مدرسہ تعلیم الاسلام کے ہال میں نماز ہو سکے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا رحم کیا اور عید کا دن صاف رہا۔ حضرت اقدس نے باوجود ضعف کے خود نماز پڑھائی۔ اور بعد نماز ایک مختصر سا خطبہ پڑھا جس میں حضور نے اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جب وہ کوئی وعظ یا خطبہ سننے کا موقعہ پائیں تو وہیں نہایت اخلاص کے ساتھ اپنے دل کے کانوں کو کھولکر بیٹھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ کوئی فائدہ اوٹھا سکیں اگر انسان عملی قوت حاصل کرنے کے لئے کسی وعظ و نصیحت کو نہیں سنتا اور اس کے مدنظر خدا کی رضا نہیں ہوتی۔ اور وہ عمل کرنیکے لئے نہیں سنتا تو خواہ خطبہ کتنا ہی طویل ہو اس سے کچھ فائدہ اسکو نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ اخلاص اور خدا کی رضا کے لئے بیٹھتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل کو وہ جذب کرتا ہے خواہ کتنا ہی مختصر خطبہ ہو۔ غرض آپکے مختصر خطبہ میں اسقدر مضمون تھا کہ اسپر بیسیوں صفحات لکھے جا سکتے ہیں۔

خطبہ کے بعد آپ نے لمبی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو سلسلہ کے لئے ان مقاصد کی کامیابی کی صورت میں قبول فرماوے جو آپ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے رکھتے ہیں۔ حضرت کی صحت کے لئے احباب التزاماً اپنی نمازوں میں دعا کرتے رہیں۔

بارش کا سلسلہ بدستور جاری ہے خدا کا شکر اور احسان ہے کہ اسوقت تک کسی مکان کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ وہ اپنے فضل سے محفوظ ہی رکھے۔ اسوقت اکثر مکانات پانی میں کھڑے ہیں۔

## تادیب النساء جلد شائع ہوگا

میرے علاوہ ارتداد میں جانیکی وجہ سے تادیب النساء کے تیسرے نمبر کی اشاعت میں غیر معمولی تعویق ہوئی ہے اب بہت جلد تیسرا نمبر انشاء اللہ العزیز شائع ہوگا اور اگست میں اشاعت باقاعدہ ہو جائیگی۔ سرپرستان رسالہ کو چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کو اس قابل بنا دیں۔ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے۔ اور اس کے لئے ایک مستقل ایڈیٹر رکھا جا سکے۔ تاکہ میری حاضری اور عدم حاضری کا اسپر کچھ بھی اثر نہ ہو۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ تادیب النساء کی قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی بھیجے جا رہے ہیں۔ جن احباب کا وی پی واپس آئیگا۔ ان کے نام تیسرا رسالہ نہیں بھیجا جائیگا۔ (ایڈیٹر)

## خریداران الحکم بھی توجہ کریں ؟

جن احباب نے ابتک قیمت ادا نہیں کی۔ وہ جلد اپنی ذمگی رقوم بھیجکر خاکسار کو ممنون فرماویں۔

مینجر

# ایک احمدی کا تبلیغی فرض

## تبلیغ نفسی اور تبلیغ عمومی کی ضرورت ہے۔

(حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مختصر تقریر کی روشنی میں لکھا گیا)

۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر چند احباب نے بیعت کی جن میں سے بعض بجنور (یو۔پی) سے آئے ہوئے تھے۔ بعد بیعت آپ نے انکو اس جدید فرض سے آگاہ فرمایا۔ جو احمدی ہو جانے کے بعد ہر احمدی پر عاید ہوتا ہے۔ اور وہ

## تبلیغ اسلام ہے۔

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرے اور اس وقت جبکہ اسلام کے دشمنوں نے اسلام پر حملہ کیا ہے ضرورت ہے کہ ہر شخص اس خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی نیت سے تین تین ماہ کیلئے زندگیاں وقف کرنیکا اعلان فرمایا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ ایک ایک ماہ کا بھی اعلان ہوگا۔ اور بالآخر یہ تبلیغ جماعت کے افراد کیلئے لازمی ہو جائیگی۔

غرض حضرت نے ان نئے احمدی احباب کو جو بجنور کے رہنے والے تھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اب آپ کو اپنے علاقہ میں جاکر تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اور ایسی تبلیغ کہ ایک شور مچ جاوے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

تبلیغ دو قسم کی ہے۔ ایک تبلیغ نفسی ہے۔ پہلے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو تبلیغ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسکے اندر ایک شہر بسایا ہوا ہے۔ ہزاروں قسم کی قوتیں اور طاقتیں اسکو دے رکھی ہیں۔ اسلئے اسکا فرض ہے کہ ان میں سے ہر قوت اور طاقت کو خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بنا دے اور ان شیطانی وسوسوں اور خیالات سے اپنے آپ کو پاک صاف کرے۔ جو اسکو خدا سے دور کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔

جب تک انسان اپنے آپ کو تبلیغ نہیں کرتا اور اچھی طرح سے اس صداقت اور حق کو نہیں سمجھ لیتا جو اسنے قبول کیا ہے۔ وہ دوسروں کو کیا بتائیگا۔ سمجھ لینے کے بعد پھر عملی قوتوں کو بڑھانا چاہیئے۔ حق کو قبول کر لینا بعض وقت آسان ہوتا ہے۔ مگر اسپر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جب تک عملی تکمیل نہ ہو ایمانی قوت کمزور رہتی ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ ضائع نہ ہو جاوے۔

اسلئے ضرورت ہے کہ پہلے انسان اپنی تمام اندرونی اور بیرونی قوتوں کو علمی اور عملی تبلیغ کرے اور انکو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں لگاوے۔ یہی حقیقی اسلام ہے۔

اور پھر جس حق کو اوسنے قبول کیا ہے اسکو دوسروں کو پہونچاوے۔ اسمیں شک نہیں کہ جب انسان تبلیغ کے کام کو اختیار کرتا ہے۔ تو اسے مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور مختلف رنگ کی مخالفتیں ہوتی ہیں مثلاً جب انسان تبلیغ نفسی شروع کرتا ہے تو وہ کمزوریاں اور عادات جو اسے چھوڑنی پڑیں گی۔ یکدم ان سے الگ ہونا تکلیف دہ ہوگا۔ اور عبادات اور دوسرے مجاہدات جو اپنے نفس کے لئے اختیار کرنے پڑیں گے۔ وہ دوبھر ہونگے۔ اسی طرح پر جب تبلیغ عمومی کو اختیار کریگا۔ تو کئی قسم کے مخالف پیدا ہو جائیں گے۔ مگر ان تمام مشکلات اور مخالفتوں کا اسے خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے مقابلہ کرنا ہوگا۔ جس جس قدر وہ مقابلہ میں مضبوط ہوگا۔ اسی قدر یہ مشکلات یکے بعد دیگرے اسکے راستہ سے ہٹتی چلی جاوینگی اسلئے ان باتوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

میں احمدی جماعت کے ہر فرد سے سوال کرتا ہوں۔ کہ وہ تبلیغ نفسی اور تبلیغ عمومی میں کس حد تک حصہ لیتا ہے؟ ابتک ہمنے عام طور پر یہ سمجھ رکھا ہے کہ سلسلہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت کے لئے چندہ دیدینا ہی کافی ہے۔ مگر حضرت امام جماعت کو اس سے بہت آگے لے جانا چاہتا ہے۔ کچھ شک نہیں مالی قربانی (اگر اسکا نام قربانی رکھ سکیں۔) بھی ایک چیز ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اپنی آمدنی میں سے ۱/۱۰ دیدینا کوئی اتنی بڑی بات نہیں جسقدر تبلیغ کے لئے نکلنا ہے۔ اور میں تو یہ یقین کرتا ہوں۔ کہ جب تک انسان مبلغ نہیں بنتا اس وقت تک وہ علم اور عمل کے لحاظ سے پختہ ہی نہیں ہو سکتا بہت سی اخلاقی قوتوں کا نشو و نما محض تبلیغ پر موقوف ہے مثلاً وہ ایک سخت دشمن کو تبلیغ کر رہا ہے اور وہ سختی سے مقابلہ کرتا ہے۔ اور ایسی باتیں کرتا ہے۔ جو انسان کی تحقیر اور ذلت کا بظاہر موجب ہو سکتی ہیں مگر یہ مبلغ ان پر صبر کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کو روکتا ہے۔ کہ جو کچھ سلوک اس سے کیا جاتا ہے۔ یہ خدا کی راہ میں ہے تو اس سے اسمیں برداشت۔ صبر اور خود ضبطی کی قوتیں نشو و نما پاتی ہیں۔ تکبر۔ انانیت اور درندوں کا سا جوش جاتا رہتا ہے۔ ایسا ہی سخت مشکلات میں جب وہ اپنے اسباب اور ذرائع کی کمزوری کو مشاہدہ کرتا ہے تو لاچار اللہ تعالیٰ ہی کے حضور جھکتا ہے اور اسی سے مدد چاہتا ہے۔ اور دعاؤں پر زور دیتا ہے۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے قرب کی راہوں کو پالیتا ہے۔

## غرض

تبلیغ کا میدان ایسا میدان ہے کہ ہر قسم کے مجاہدات میں سے گزر کر انسان اس مقصد کو پالیتا ہے جو اسکی پیدائش کی علت غائی ہے۔

اسوقت خصوصیت سے اس سے بڑھ کر کوئی مجاہدہ نہیں ہے۔ کہ ہم مبلغ بنیں اور تبلیغ کے لئے اپنا وقت دیں۔ اور یہ تبلیغ اولاً اپنے گھر سے نہیں بلکہ نفس ہی سے شروع کریں۔ آجتک ہم تبلیغ نفسی کی طرف سے غافل تھے۔ مگر حضرت امام نے اسطرف خصوصیت سے ہمکو متوجہ کیا۔ اگرچہ وہ ہمیشہ عملی اصلاح پر زور دیتا رہا ہے۔ مگر اب تبلیغ نفسی کی طرف اشارہ کر کے ایک نیا میدان معرفت کا اسنے کھولا ہے جس سے ہر احمدی اپنی ذاتی اصلاح کرتا ہوا بھی مبلغ اور مجاہد بن سکتا ہے۔ اور اسطرح پر وہ تبلیغ عمومی کے کام کے لئے طیار ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم آج ہی سے اس راستہ پر چل کھڑے ہوں۔

---

## مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے۔ اسوقت تک مکتوبات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس کے مخلص اور جان نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں۔ انکی اشاعت کا سلسلہ جو شروع کیا گیا تھا۔ میری قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا۔ میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے۔ ترتیب دے رہا ہوں۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں میں چاہتا ہوں۔ کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد اگست ۱۹۲۳ء میں پریس میں انشاء اللہ چلی جائے گی۔ اس جلد میں حضرت چودھری رستم علی خانصاحب کے نام کے مکتوبات ہیں۔

چودھری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے ایک منٹ کے لئے بھی کبھی انہیں کوئی ابتلاء نہ آیا۔ اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ مکتوبات کی اس جلد کے ساتھ مرحوم چودھری صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھ دوں۔ اسلئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چودھری صاحب کے سوانحعمری کے متعلق کوئی واقعات انہیں معلوم ہو تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ احباب کثرت سے انکو خریدیں

درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجی جاویں۔

# عالم ہمہ فسانہ ما دارد و ما ہیچ

ہیں کبھی کبھی اخبارات کے اقتباس محض اس غرض سے شائع کر دیا کرتا ہوں۔ تا احمدی جماعت کو معلوم ہو کہ دنیا اسکی نسبت کیا کہتی ہے؟ اور کیا توقعات اس سے کی جاتی ہیں؟ یہ فخر و نمود میرا مقصد نہیں ہوتا۔ ایک شخص جب اپنی نسبت دوسرے لوگوں کے توقعات کو محسوس کرتا ہے تو اسمیں پہلے سے زیادہ جوش اور امنگ کام کرنے کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پر احمدی جماعت کو بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ دنیا اسکی نسبت کیا خیال کرتی ہے اور وہ کس حد تک ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے آمادہ ہے۔

احمدی جماعت اس بات کو خوب جانتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنی اس جماعت (حزب اللہ) کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کیا ہے۔ اور اس کام کے لئے اس کو بہت بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جسقدر عظیم الشان کسی کا مقصد ہو اسی کے حسب حال ایسی محنت اور مصروفیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہندوستان کے اندر اور باہر اس صداقت اور حق کو جو اس جماعت کو عطا کیا گیا ہے۔ پہونچانا ہمارا کام ہے۔ اور اسکی راہ میں خطرناک پہاڑ اور جنگل ہیں۔ ان سب کو صاف کر کے اسے اپنا راستہ پیدا کرنا ہے۔ ان مشکلات میں اگر ہم اپنی ہی ہمتوں پر سست رفتار اور آرام طلب ہو جائے تو کامیابی موہوم ہو جائیگی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی رفتار کو تیز کریں اس لئے کہ منزل دور اور راستہ خطرناک ہے۔

ہندوستان کے اندر آج ہمارا مقابلہ آریہ سماج سے نہایت خطرناک رنگ اختیار کر چکا ہے۔ آریہ سماج نے سیاسی حیثیت اختیار کر کے اسلام پر حملہ کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنا ہاضمہ تیز کر کے مسلمانوں کو نگل جاوے۔ باوجودیکہ اسکی مادی طاقت بہت زبردست ہے۔ اسے نہ آدمیوں کی کمی ہے اور نہ روپیہ کی پرواہ پھر بھی وہ قوم کو مستعد اور تیز کرنیکے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ ۲۲ جولائی ۱۹۲۳ء کے پیغام میں آریہ اپدیشکوں کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے ایڈیٹر پرکاش نے احمدی جماعت سے اپنا مقابلہ کیا ہے وہ کہتا ہے کہ

"اس وقت شدھی کا کام دو مختلف میدانوں میں ہو رہا ہے ایک ریاست جموں میں بیگھڑ اور دھار کا کام دوسرے ہالگرہ اور متھرا کے اضلاع میں ملکانہ راجپوتوں کی شدھی ان دونوں کاموں کے لئے اپدیشکوں کی ضرورت ہے اور خاصکر ملکانہ راجپوتوں میں جہاں کہ سینکڑوں کی تعداد میں مولوی صاحبان کام کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے صرف احمدی جماعت کے اڑہائی سو مولوی ملکانہ راجپوتوں کو مسلمان بنانے کے کام میں مصروف ہیں۔ پچھلے دنوں قادیان کی احمدی جماعت کے مبلغین کا ایک جتھا واپس آیا اور ۳۸ سو دیوں کا ایک نیا جتھا وہاں بھیجا گیا تھا۔

احمدیوں نے اپنے واعظ تیار کرنے کے لئے خاص مکتب کھول رکھے ہیں۔"

یہ وہ رائے ہے جو پرکاش کے ایڈیٹر نے احمدی جماعت کے متعلق اپنے اخبار میں شائع کی ہے۔ اور یہ پہلا درجہ نہیں جسمیں عزیز احمدی جماعت کی تنظیم اسکی قابل رشک تبلیغی مساعی کو بطور نمونہ اور مثال کے اسلئے آریہ سماج کے سامنے رکھتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہمارا کام ان تعریفی جملوں کو سنکر ختم ہو جاتا ہے۔ یا بڑھ جاتا ہے۔ میں دشمنوں کے اخبارات میں جب احمدی جماعت کی کوئی بھی تعریف پڑھتا ہوں تو میں دشمن کی ایک چال اور اپنی جماعت کے لئے ایک میٹھی چھری سمجھا کرتا ہوں کچھ شک نہیں کہ یہ جماعت جو خدا کی جماعت ہے اپنی بساط اور ہمت کے موافق کام کر رہی ہے مگر بساط اور ہمت سے بہت آگے نکل کر کام کرنا ہے اسلئے اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ دشمن ابھی ہماری قوت اور طاقت کا کہ تسلیم کرتا ہے تو ہم غلطی کرینگے اور ہماری ہمت سست اور منزل مقصود دور ہو جائیگا۔ دشمن اگر ہماری طاقت کا اندازہ دو سو کے برابر کرتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دو ہزار کے درجہ تک اسے لیجائیں اسلئے کہ وہ ہماری طاقت کو مدنظر رکھ کر اپنی طاقت بڑھانے کی فکر میں ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ دشمن کے ان خیالات سے اپنی ذمہ واری کا احساس کریں۔ جب تک احمدی جماعت کا ایک ایک فرد پورا مبلغ اور مشنری نہیں ہو جاتا اور جنگ ہر احمدی کا ثابت البیت قومی بیت المال کا جزو نہیں ہو جاتا۔ اسوقت تک ہمیں آرام اور چین نہیں آنا چاہیئے۔

آریہ سماج ایک خطرناک دشمن اسوقت اسلام کا ہے اور وہ اپنے مقابلہ میں احمدیت کو حقیقی دشمن یقین کرتا ہے۔ اور ہم بلا خوف اسیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہم آریہ سماج کو اسلام کی راہ میں ایک خطرناک روک یقین کرتے ہیں۔ ہمیں اس روک کو دور کرنا ہے لیکن اس روک کو ہٹانے اور دور کرنیمیں ہمارا طریق سراسر رحمت اور فضل کا ہے۔

ہم آریہ سماج کو اسلام سے بدلی دینا چاہتے ہیں اور بس۔ اور اسلئے اسکے مقابلہ کیلئے جس چیز کی سخت ضرورت ہے وہ علمی اور اخلاقی ترقی ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کو چند آریہ سماج حملہ آور ہو رہا ہے اسلام کی حقیقت سے معمولی طور پر واقف کر دیں اور اپنے طرز عمل اور نیک نمونوں سے مسلمانوں میں وہ روحانیت اور اخلاق اور الوالعزمی پیدا کر دیں جس کی پاک تاثیروں اور قوتوں نے ہندوستان میں اور دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کیا ہے۔ تو ایسی قوم کو اسلام میں لے آنا کچھ مشکل نہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ اسوقت جبکہ یہ قوم مقابلہ کے لئے اٹھی ہے اور اسنے ارادہ کر لیا ہے کہ مسلمانوں کو مٹا دے یہ خیال ایک وہم سے زیادہ وقعت نہیں رکھیگا مگر دنیا کے جن ممالک پر اسلام کا جھنڈا لہراتا ہے کیا وہاں اس قسم کی مشکلات پیش نہیں آئیں؟

کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ تمام قیمتی قربانیاں اس راہ میں کرنی نہیں پڑتی تھیں؟ مگر آخر اس جنگ نے اسلام ہی کو غالب کیا۔ اسوقت بے شک مقابلہ سخت ہے مگر اتنا سخت نہیں اسوقت کی قربانیوں کو کوئی قربانی کہتے ہوئے بھی شرم آتی جبکہ یقیناً اسلام کا بول بالا ہوگا اور یہ مصیبت اور تکلیف راحت سے تبدیل ہو جائیگی۔ اگر چہ خدا تعالےٰ کے فضل و رحم کو اسمیں دیر ڈھونڈھا جس راستہ سے وہ آیا کرتا ہے۔

پس اسوقت پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص مبلغ اور مبشر ہو جاوے اور اسلام سے پوری واقفیت پیدا کرے۔ اور صرف واقفیت تک یہ بات محدود نہ رہے بلکہ اپنے عمل و قول سے اسلام کی صداقت کا وہ ایک زندہ ثبوت اور اعجازی نشان ہو جاوے کیا مطلب ہے کہ ہم علمی اور عملی طور پر اسلام کی تعلیم عقائد کے لئے دلائل سے واقف نہ ہوں۔ اور دنیا کے دوسرے کاموں کی طرح اسلام کی اشاعت کرنا اور غیروں کو حملوں سے اسکی حفاظت کرنا ہمارے فرائض زندگی میں داخل ہو۔

دوسرے اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز ہماری دامن گیر ہو۔ جسکے لئے ہر قسم کی قربانی کو آسان تر سمجھیں۔ وطن اور عزیز و اقارب کی محبت مال و دولت کی کشش ہمیں اپنی طرف نہ کھینچ سکے۔ بلکہ جب اسلام کا سوال اور پکار ہو تو فی الحقیقت ہم عملی طور پر اس عہد کا ثبوت دے سکیں جو خدا کے برگزیدہ رسول کے ہاتھ پر اور اسکے خلفاء کے ہاتھ پر کیا ہے کہ

## ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے

آریہ سماج اور اسلام کے مقابلہ میں ہماری مشکلات آریہ سماج کی نسبت بہت زیادہ ہیں ایک وقت تھا کہ آریہ سماج اپنی قوم میں مردود اور مخذول تھا مگر آج باوجودیکہ ہندوؤں کی دوسرے فرقہ ہائے ہندی عقاید میں ان سے بے حد اختلاف رکھتی ہیں۔ لیکن اسلام کے مقابلہ میں وہ متحد ہو گئی ہیں۔ اور یہ ہر اخراب اسلام پر ملکر حملہ آور ہوئے ہیں۔ دوسری طرف ہمکو آریہ سماج ہی سے مقابلہ نہیں کرنا بلکہ بدقسمتی سے علماء اسلام نے عین میدان جنگ میں مخالفت کا علم کھڑا کر دیا ہے۔ اور اونکی تمام تر کوشش اس امر کی طرف ہو رہی ہے کہ ہم میدان سے نکالدیں۔ اگر ہم میدان میں علماء کے لئے گئے ہوتے یا کسی تعریف اور دوسرے مقاصد دنیوی کو لیکر گئے ہوتے تو ہم ہٹ جاتے مگر ہمارا مقصد وحید اسلام کی عظمت و جلال کو قائم رکھنا ہے۔ اسلئے جب تک ہم میں طاقت ہے ہم ان علماء سے اعراض کرتے ہوئے دشمن اسلام صرف دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ اسلئے ہم کو اس امر کی ضرورت ہے کہ ہر قسم کے جوشوں کو دبائیں اور اپنی توجہ کو دشمن سے نہ ہٹائیں۔ اور جہانتک ممکن ہو اسلام کی مخالفت کو برداشت کرتے ہوئے کام کرتے رہیں۔

چہارم۔ آریہ سماج کی مادی قوت بہت زیادہ ہے

ادیا کے دس لاکھ روپیہ دو اس لاکھ سے خرچ کر رہے ہیں لیکن ہم پہلے سے بہت کمزور ہیں۔ ہمارے ذرائع ہماری ہمت سے بہت تک محدود ہیں۔ اور ہم سی نے اس مہم کو سر انجام دینا ہے ہم کو یہ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ ہم اپنے تمام اسباب اور ذرائع کو اس مقصد وحید کے حاصل کرنے میں صرف کر دینا سستا سمجھیں گے۔ اور ضرورت کے وقت کوئی چیز ہمارا دامن نہیں پکڑ سکے گی۔

آخری اور ضروری حربہ جو ہمارے ہی پاس ہے اور دشمن قطعاً اس سے محروم اور بے نصیب ہے وہ دعا کا وہ اس حربہ کو ہنسی سے دیکھتا ہے لیکن یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہر قسم کے سامان پیدا کر سکتا ہے اور ہر قسم کے سامانوں کو مٹا سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہمارے اندر ایک خاص تبدیلی ہو۔

پس ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمکو اس میدان کارزار میں جانبازی کرنا ہے اگر ہم اخلاص اور صدق کے ساتھ قدم اٹھائینگے تو کچھ شک نہیں گو دشمن کی طاقت بہت بڑی طاقت ہے مگر وہ مادی قوت کے بھروسہ پر میدان میں آیا ہے اور ہم خدائے واحد کا نام لیکر اور اس مدبر بالارادہ ہستی پر ایمان رکھکر اسلئے یقیناً خدا کی نصرت اور تائید ہمارے ساتھ ہوگی۔ لوکان بعد حین۔

## سرزمین عراق سے مسلمانوں کی آواز

ملک غلام حسین صاحب معتمد اعلیٰ جمیعت الاسلامیہ نے مندرجہ ذیل عنوان سے ۲۲ جولائی کے زمیندار میں مضمون شائع کیا ہے جسمیں ضمناً احمدی جماعت کا بھی ذکر کیا ہے۔ ملک صاحب احمدی جماعت کے ممبر نہیں بلکہ وہ اسکے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جمیعت العلماء وغیرہ کو غیرت دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "قادیانی جماعت کو طعنے تو بہت دیتے ہیں کہ وہ بغلیں بجا رہی ہیں۔ ہاں وہ کیوں نہ بغلیں بجائیں جبکہ انکے مبلغین عین وقت پر کافی سے زیادہ تعداد میں موقعہ پر پہنچ چکے ہیں۔ ہر ایک مشن کا کام ہے کہ وہ اپنے عقائد کی اشاعت کرے علماء ہند کیوں اس منظر کو افسوس کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ قادیانی جماعت میدان لئے جا رہی ہے"

کیا قادیانی جماعت تو چالیس مبلغ اور تین ہزار روپیہ ماہوار دیسکتی ہے (مبلغین کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے اور اخراجات اس سے بہت زیادہ ہیں) اسکے علاوہ ایسے مبلغین پیدا کر سکتی ہے جو اپنے مصارف پر تین تین ماہ اور اس سے بھی زیادہ عرصہ کیلئے اپنی خدمات وقف کریں مگر جمیعۃ العلماء ہند کو کوئی تجویز قابل عمل نظر نہیں آتی؟

ہم ملک صاحب کی اس آواز پر کچھ کہنا بیکار سمجھتے ہیں اسلئے مجرا کے کرتے

ماہان را روز و شب با ہم فشار و کوش نفس
زاہدان غافل سراسر فکر دوزخ ہا ہوس

## جمیعۃ العلماء ہند کی مرکزیت مولانا عبدالباری صاحب کی نظر میں

جمیعۃ العلماء ہند کا سد فتنگ رد و ارتداد اور تعداد میں اس حد تک ترقی دے دے کہ اوہ مجلس مرکزی ہو اور اسکی سیادت و صدارت تسلیم کر لی جاوے۔ تاکہ مسلمانوں کا روپیہ اسکے قبضہ میں آجاوے اور وہ جسطرح چاہے خرچ کرے۔

میری رائے ان تمام واقعات اور حالات پر غور کرنے کے بعد قائم ہوئی ہے جو ایک عرصے میں معاینہ کر رہا ہوں حال میں اخبارات میں جمیعۃ العلماء کی مرکزیت پر مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی رائے شائع کی گئی ہے جسمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مولانا کی رائے کا منشاء یہ ہے کہ

"محض علماء کے سپرد تمام انسداد ارتداد کا کام و نظام نہ ہونا چاہیئے بلکہ علماء و غیر علماء یعنی اہل الرائے اور ذی وجاہت با اثر حضرات کو ملکر اور تمام فرقوں کو یکجا کر کے روک تھام ارتداد کرنی چاہیئے۔ یہی مقصد ہے جدید جمیعت تبلیغ الاسلام کا بھی جس کو اسلام کا درد ہے انکو چاہیئے کہ جمیعۃ تبلیغ الاسلام کو کامیاب بنانے میں امداد فرمائیں"

جدید جمیعت تبلیغ الاسلام جو سر رحیم بخش بانقاپوری کی زیر صدارت قائم ہوئی ہے حقیقت میں ورد اسلام سے متاثر ہو کر ان لوگوں نے قائم کی ہے جو نبوی اغراض اور ذاتی مفاد و تفاخر کے مقام سے بالاتر ہیں۔ اور بظاہر کوئی ذاتی غرض ان لوگوں کی پائی نہیں جاتی بجز اسکے کہ اسلام پر جو حملہ اسوقت کیا جا رہا ہے اسکا مقابلہ مجموعی قوت و طاقت سے ہو سکے۔ جو لوگ اس جدید جمیعۃ کے بانی ہیں وہ اعتقاداً ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں۔

اس اختلاف کیوجہ سے انکی قابل قدر مساعی اور درد اسلام کا احساس نہ کرنا صدر درجہ کی ناشکری ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ نہ صرف اپنی وجاہت اور قابلیت کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں بلکہ وہ اپنی عمر کے اس حصہ میں ہیں جسمیں تدبر اور صبر و سکون ہر قسم کے جوشوں پر غالب ہوتا ہے۔ اور اس موقع پر ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے کہ وہ انتظامی صیغہ کو اپنے ہاتھ میں لیں سر رحیم بخش صاحب، میر برکات، اور مرزا قیصر بیگ صاحب جنکی شخصیتیں میری کسی معرفی کی محتاج نہیں ہیں ان لوگوں نے جمیعۃ تبلیغ الاسلام کے قیام سے مسلمانوں کی حفظ ناک حملہ کے وقت جس مدد کا تہیہ کیا ہے اگر شہرت طلب علماء نے انکی راہ میں اپنی وہ روڑا اٹکایا تو خدا کے فضل سے یقین ہے کہ کام آسان اور منزل قریب ہو جائیگی مسلمانوں کی تعلیم یافتہ طبقہ سے یہ توقع برمحل ہے کہ وہ اس جمیعۃ کو کامیاب بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ میں اس جمیعۃ کی ہر کامیابی کا دلی سے متوقع ہوں۔

## بت پرست نے بت کو سزا دی

## پانیو نیر قسم کا ایک پنشن یافتہ

کنٹیبل ایک مسلم مجسٹریٹ کے سامنے اس الزام میں پیش ہوا ہے۔ کہ اسنے رام نگر کے ایک مشہور مندر کے بت کو ٹھوکریں ماری۔ انگریز مجسٹریٹ کے اس آدمی کا بیان ہے کہ چونکہ بت نے میری مخلصانہ دعائیں متواتر قبول نہیں کیں اسلئے اس قابل ہے کہ سزا دیجاوے۔

بت پرستی کے خلاف یہ ایک فطرتی دلیل ہے دیکھنا چاہیئے کہ عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے؟

## جمیعۃ العلماء کی شعبہ تبلیغ کی صدارت سے استعفیٰ

ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نے جمیعۃ العلماء ہند نے بڑی دوڑ دھوپ سے ایک مرکزی تبلیغی انجمن بنائی ہے۔ اسی مقصد کے لئے وہ چاہتے تھے کہ جمیعۃ تبلیغ الاسلام بحیثیت مرکزی انجمن کے قائم رہے اس شعبہ کے صدر مولانا عبدالماجد بدایونی مقرر کئے گئے تھے۔ مگر مولانا نے بدون چارج لئے اس صدارت کو ایک استعفیٰ کے ذریعہ واپس کر دیا۔ ہر چند جمیعۃ نے چاہا کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لیں مگر مولانا نے منظور نہیں کیا۔ وجوہات بیان کرتے وقت مولانا نے صاف الفاظ میں یہ بھی فرمایا کہ

"جمیعۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام آگرہ (جسکو آپ اپنے خلاف کہتے ہیں اور جسکی تردید بھی آپکی جانب سے ہو چکی ہے) یہ واقعہ ہے کہ میں اسوقت تک اسکا عہدہ دار ہوں نہ ممبر مگر میں اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور (ہمارے دوستوں) کے ساتھ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے کام میں بہت زیادہ سہولیت پیدا کر دیگی۔ اسلئے میں مجبور ہوں کہ شعبہ تبلیغ جمیعۃ علماء ہند کی صدارت قبول نہ کروں"

مولانا بدایونی صاحب جو کچھ کہا بالکل درست اور قابل داد ہے مولانا کی اس اخلاقی جرأت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی حبیب الرحمن صاحب دیوبندی نے نظارت عمومی سے استعفیٰ دیدیا جمیعۃ العلماء نے ان عہدوں کو اپنے دوسرے عہدہ داروں پر تقسیم کر دیا اور صدارت مولوی کفایت اللہ صاحب اور نظارت مولوی احمد سعید صاحب کے حصہ میں آئی میں ڈبل صدارت اور ڈبل نظارت کی ہر دو صاحبوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کاش! وہ مسلمانوں پر رحم کریں اور ان عہدہ داریوں کی حرص و آز میں نہ رہیں عملی کام ہونے دیں اگر واقعی اسلام کے لئے انکے دل میں درد اور تڑپ ہے تو جمیعۃ تبلیغ الاسلام کے خادم ہو کر کام کریں کہ یہ ہزار سیادت و صدارت سے بالاتر ہے مگر اسکا ثبوت واقعات دیتے۔

## عیسائی فتنہ ارتداد سے کیونکر فائدہ اٹھا رہے ہیں ایک دوسرا خطرہ۔

فتنہ ارتداد سے جہاں مسلمانوں کی تمام تر توجہ آریوں کی طرف ہو گئی ہے عیسائیوں نے اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے اور ہندوستان کے چپہ چپہ میں اپنے پادری اور مبلغ بھیجکر مسلمانوں کو بہکانے کے لئے ایک جدید طریق اختیار کیا ہے۔ ۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء کے فرقان میں عبدالودود صاحب شاہجہانپوری تاجر بنگلور کی ایک کھلی چٹھی شائع ہوئی ہے جسمیں مذکور سے ظاہر ہے

# کونسلوں کے انتخاب میں ہمارے قائمقام ہونے کیسے چاہئیں

کونسلوں میں ممبروں کے انتخاب کا وقت قریب آرہا ہے اور انکی ممبری کیلئے ملک میں مختلف قسم کی جد وجہد شروع ہے۔ تارکمو الات لوگوں میں بھی دو فریق ہو کر ایک کونسلوں میں جانے کا حامی ہو چکا ہے۔ اگرچہ انکی غرض بھی درحقیقت کونسلوں میں جاکر کونسلوں کو بائیکاٹ کرنا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے لوگ جو محض اس غرض سے جا رہے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو شکست دیں۔ ملک کے فائدہ اور بہتری کے لئے نہیں جا رہے۔

یہ وقت ہے کہ رائے دہندگان رائے دینے سے پیشتر اس امر کو سوچ لیں کہ ہم جس شخص کے حق میں رائے دے رہے ہیں۔ اسکا عمل اور سیاسی رویہ کس قسم کا ہے اور اسکی پہلی زندگی کس حد تک اہل ملک کی واقعی بھلائی کے لئے صرف ہوئی ہے۔ اور کس حد تک وہ اپنی ذاتی اغراض اور مدح و ذم کے خیال سے الگ ہو کر نیک نیتی سے رائے دے سکتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے خصوصاً یہ قابل غور مرحلہ ہے۔ ہماری جماعت تو خدا کے فضل سے ایک امام کے ماتحت ہے اور اوسکے رائے دہندوں کے لئے بہترین رہنمائی ہو سکتی ہے۔ جو لوگ ہماری جماعت میں اس قابل ہیں کہ وہ کونسلوں میں جا سکتے ہیں انہیں اس موقعہ پر پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ اور حضرت امام کے استصواب و استمزاج کے بعد ضرور جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو لوگ رائے دہندگان کے زمرہ میں ہیں انکو قبل اسکے کہ وہ کسی ممبر سے اپنی رائے دینے کا وعدہ کریں۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ ناظر امور عامہ سے استصواب کریں۔ اسلئے کہ وہ بہترین مشورہ دے سکیگا۔ پس اسبات کی خاص طور پر احتیاط ہونی چاہیئے کہ کسی سے رائے دینے کا کوئی وعدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ جماعت کے مفاد اور ملک کی بہتری کیمتعلق جملہ امور کو سوچکر یہاں سے مشورہ نہ دیا جاوے۔ بہرحال اس امر کی تو امید ہے تمام جماعتیں پابندی کریں گی۔ اور جماعتوں کے ذمہ وار کارکن اپنی اپنی جماعتوں کو اس سے واقف رکھیں گے۔

ناظر صاحبان جماعت احمدیہ نے انتخاب میں سلسلہ کی عام پولیسی کا اظہار ایک اعلان کے ذریعہ کیا ہے میں اسکو ذیل میں چھاپے دیتا ہوں۔ تاکہ ہماری جنرل پولیسی کا احباب کو علم رہے۔ اگر دوسرے مسلمان رائے دہندگان بھی اس سے فائدہ اوٹھائیں۔ ان شاء اللہ یقیناً بابرکت ہوگا۔ (ایڈیٹر)

# ناظر صاحبان جماعت احمدیہ کا اعلان

(۱) ہماری پولیسی یہ ہے کہ گورنمنٹ کی کسی تجویز کی مخالفت محض اسلئے درست نہیں کہ کوئی ممبر گورنمنٹ سے بعض امور میں اختلاف رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک معاملہ جو کونسل میں پیش ہو ایک دیانت دار ممبر کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر غور کرے۔ کہ اسکا اثر ملک پر کیا پڑے گا۔ اور یہ مدنظر رکھے کہ اسکے متعلق کسی سیاسی جماعت نے اپنی دوسری اغراض کو مدنظر رکھ کر کیا پولیسی تجویز کی ہے۔ اگر وہ ملک کے لئے مفید ہو تو بلا کسی کے ڈر کے اس کی تائید کرے۔ اور اگر مضر ہو تو مخالفت کرے۔ مثلاً ہمنے دیکھا ہے کہ لوگوں نے پولیس کی بعض باتوں کو دیکھ کر پولیس فورس کی کمی پر زور دیا ہے اور ملک کے امن کو نقصان پہونچایا ہے۔ انکو چاہیئے تھا کہ اسکے نقائص کو دور کرتے۔ گورنمنٹ اگر اس سے ناجائز فائدہ اوٹھاتی تھی تو اس امر کی مخالفت کرتے۔ لیکن گورنمنٹ کی مخالفت کے سبب پولیس کو کمزور کر دینے کے یہ معنے تھے کہ دشمن سے ناراض ہو کر اپنی ناک کاٹ لے۔ پس ہمارا یہ اصل ہے کہ ہر ایک امر پر فیصلہ کرتے وقت اسکے ذاتی حسن و قبیح کو دیکھا جائے نہ کہ دوسری اغراض کیوجہ سے ایک برے کام کی تائید یا مفید کام کی مخالفت کیجاوے۔

(۲) ہمارا یہ خیال ہے کہ مخالفت میں بھی اخلاق مدنظر رہنے چاہئیں اگر اخلاق کو ہم ہاتھ سے جانے دیں تو حقوق سیاسی ہمارے لئے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے پس مخالفت میں بھی اخلاق کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور بے جا فساد اور ناواجب جوش سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۳) ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے اتفاق کے بغیر بیشک ملک کو نقصان پہونچیگا۔ لیکن ہمارے نزدیک ہر ایک غیر ضروری اختلاف سے نقصان پہونچتا ہے پس جسقدر قابل نفرت ہندو مسلم جنگ ہے۔ اسیقدر قابل نفرت سکھوں یا پارسیوں یا انگریزوں اور اینگلو انڈین اور خود گورنمنٹ سے شقاق ہے۔ یہ درست نہیں کہ ہم ہندو مسلم اتحاد پر تو زور دیں۔ اور دوسری قوموں سے جنگ کریں۔

(۴) ہمارا یہ اصل ہے کہ صلح کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اپنی جداگانہ ہستی کو مٹا دیں۔ صلح کے معنے ہی اپنی جداگانہ ہستی کا قیام ہے۔ ایک ملک کو اگر کوئی بادشاہ فتح کر کے اپنے ماتحت لے آتا ہے تو یہ صلح نہیں کہلاتی۔ بلکہ صلح یہ ہوتی ہے کہ دونوں اپنی جداگانہ ہستی قائم رکھ کر معاہدہ کر لیتے ہیں۔

پس ہم اس امر کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے کہ ہندو مسلم اتحاد کے یہ معنے ہیں کہ مسلمان اپنی جداگانہ ہستی کو مٹا کر ہندوؤں کو خوش کرنے کیلئے ہر ایک حق اپنا چھوڑ دیں۔ ہمارے نزدیک مسلمانوں کی قومی زندگی کو قائم رکھنے کیلئے یہ شدید ضروری ہے کہ مسلمانوں کے کھوئے ہوئے حقوق واپس لئے جاویں۔ اور مسلمانوں کو کونسلوں اور محکمہ جات میں ان کے تناسب آبادی کے مطابق حصہ ملے۔ مثلاً پنجاب میں مسلمان زیادہ ہیں۔ تو انکو کونسلوں اور محکموں میں زیادہ نمائندگی ملنی چاہیئے۔ اس حق کو اسوقت تک غصب کیا گیا ہے اور ہمارے نزدیک ایک ایک منٹ جو اس نقص کی اصلاح کے بغیر گذر رہا ہے اس سے مسلمانوں کی قومی موت قریب سے قریب تر آرہی ہے۔ ہندو قوم جو مسلمانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہے جب وہ باوجود ادعائے اتحاد کے ان حقوق کو اپنے پاس رکھنے کے لئے پوری طرح کوشاں ہے۔ تو کیسا بیوقوف اور ملکی دشمن ہے وہ مسلمان جو کہتا ہے کہ ان ادنیٰ چیزوں کیلئے کیوں جھگڑتے ہو اگر یہ ایسی ہی ادنیٰ ہوتیں تو ہندو لوگ باوجود سیاست اور علم میں زیادہ ہونے کے انکے لئے جان کیوں دیتے؟ ہمارے نزدیک یہ ایک اہم سوال ہے۔ اور

## ہمارا قائمقام وہی ہو سکتا ہے

جو اس امر کا وعدہ کرے کہ وہ مسلمانوں کے پورے حقوق کو واپس لینے کی کوشش کریگا اور کبھی اس امر میں غفلت اور سستی سے کام نہیں لیگا۔

(۵) چونکہ ہماری جماعت کمزور اور مظلوم ہے اور اسکو ہمیشہ تکلیفیں دیجاتی ہیں اور اسکے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے اسلئے

## وہی ممبر ہمارا قائمقام ہو سکتا ہے

جو اس امر کا وعدہ کرے کہ وہ ہر موقعہ پر احمدی جماعت کے فوائد کی نگرانی کریگا اور توجہ دلائے جانے پر کونسل میں یا کونسل کے باہر ہمارے حقوق دلانے اور انکو صدمہ سے بچانے کی کوشش کریگا۔ اور کثرت یا مصلحت کے اثر کے نیچے وہ اس امر کو فراموش نہیں کریگا۔

# احمدی خواتین کا عظیم الشان کارنامہ

## برلن مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی بنیادیں کھدی ہیں

## ۷ اگست ۱۹۲۳ء کو بنیاد رکھی جاوے گی

۲۷ جولائی ۱۹۲۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ میں اعلان فرمایا کہ آج برلن مسجد کی بنیاد اسوقت کھودی جا رہی ہے اور ۷ اگست ۱۹۲۳ء کو اسکی بنیاد رکھی جاویگی

یہاں کے وقت کے لحاظ سے عشاء کی نماز کے وقت گویا بنیاد رکھی جاویگی اسلئے اس روز تمام احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو بابرکت کرے اور اسلام کی عزت و جلال اس سے بلند ہو احمدی خواتین کا یہ شاندار کارنامہ سلسلہ عالیہ کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہیگا۔ حضرت نے دوسرے خطبہ کے بعد بھی بہت لمبی دعا فرمائی +

# مباحثہ دینا نگر ضلع گورداسپور میں

## آریوں کو شکست

ذیل میں ہم عصر اہلسنت والجماعت کی وہ رائے درج کی جاتی ہے جو اسنے مباحثہ دینا نگر کے متعلق شائع کی ہے۔

"مولوی ابوتراب عبدالحق صاحب سلسلہ کے مخالف ہیں مگر انہوں نے اس معاملہ میں حق پوشی سے کام لینا نہیں چاہا۔

اگر دوسرے علماء بھی اسی طرح مولوی صاحب کی تقلید کریں۔ تو اسلام کی فتح یقینی ہے۔ ہوقت آریوں نے جو فتنہ کھڑا کیا ہے اور جس کی مدافعت اور مقابلہ متفقہ قوت سے ہونا لازمی ہے۔ بہرحال میں ایڈیٹر صاحب اہل سنت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے نامہ نگار کی تحریر کو شائع کرنے میں کشادہ دلی سے کام لیا ہے۔ (ایڈیٹر)

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ۵

آریہ سماج دینا نگر کے اٹھائیسویں سالانہ جلسہ کا اشتہار منتری آریہ سماج کی طرف سے شائع ہوا کہ بتاریخ ۱۳-۱۴-۱۵ جولائی ۱۹۲۳ء کو سالانہ جلسہ ہوگا۔ اسمیں غیر مذاہب کے ساتھ مباحثہ کا وقت رکھا گیا ہے۔ قادیانی جماعت کو خبر ہوئی۔ کہ مباحثہ کا وقت بھی ہے۔ انہوں نے سماجیوں سے وقت مانگا۔ چنانچہ انکو وقت دیا گیا اور ۱۴ر جولائی کو بوقت ۹ بجے دن کے مباحثہ الہامی کتاب پر ہوا۔ قادیانیوں کی طرف سے مولوی عبدالرحمن صاحب مناظر تھے۔ اور آریوں کی طرف سے ماسٹر کشتی رام صاحب مناظر تھے۔ اور قادیانیوں کی جانب سے ویدوں کے غیر الہامی ہونے پر اسقدر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی۔ اور ویدوں کی تعلیم کی ایسی قلعی کھولی گئی کہ آریہ مناظر کچھ جواب نہ دے سکا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ماسٹر صاحب قادیانی مناظر کے سامنے کچھ تو بولیں گے۔ لیکن بلا رد و رعایت میں صداقت سے لکھتا ہوں کہ آریہ مناظر بالکل لاجواب ہوگیا اور سناتن دھرمیوں اور دوسرے حاضرین نے بھی یہی کہا کہ آریوں کو شکست ہوئی۔ اسکے مقابل آریہ مناظر نے جو اعتراضات قرآن کریم کے الہامی ہونے پر کئے تھے ان سب کا جواب بقدر ضرورت بخوبی دیا گیا۔

# مصری جماعت نے ایک اور کتاب

## شائع کی ہے۔

مصر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے احمدی جماعت کی بنیاد قائم کردی ہے میں اپنے رب کریم کے فضل و رحم کو دیکھتا ہوں۔ اور اپنی کمزوریوں اور خطاکاریوں پر نظر کرتا ہوں۔ تو شرم سے پانی پانی ہوجاتا ہوں۔ مصر میں تبلیغ و اشاعت کے لئے محض اپنی غریب نوازی سے اسنے موقعہ دیا۔ کہ میں اپنے بیٹے عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو جو سلسلہ کی خدمت کے لئے مقرر تھا بھیج سکا۔ اور پھر اسنے ایسی توفیق دی کہ وہ ایک جماعت کے بنانے میں کامیاب ہوسکا۔ مصر کی جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل علم اور ممتاز طبقہ کے لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ حال میں سید عبدالمجید کامل آفندی کی شمولیت سے جماعت کو بہت بڑی تقویت ہوئی ہے اور علمی اور قلمی کام شروع ہوگیا ہے۔ جماعت کی طرف سے جماعت کے خرچ پر اسلامی نماز کا ترجمہ عربی میں شائع ہوا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے انگریزوں کے لئے نماز کا ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا جسمیں نماز پڑھنے کی مختلف تصویریں بھی دی تھیں۔ اسی کتابچہ کا عربی ترجمہ جماعت مصر نے نہایت خوبصورت عمدہ کاغذ پر اسی تقطیع پر چھاپا ہے یہ کتاب یقیناً مصر میں نہایت دلچسپی سے پڑھی جاویگی اور مسلمان بچوں کو نماز کی طرف متوجہ کرسکے گی ایسی کتابوں کی عام اشاعت مصر جیسے ملک میں دینداری کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے بہت بابرکت ہوگی۔ اسلئے میں جماعت کے ان خاص احباب کو جو خدا کی دی ہوئی دولت کے بہترین مصرف کو جانتے ہیں متوجہ کرتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے اپنی مصری جماعت کو مدد دیں۔ اس کتاب کی قیمت ہندوستان کے لئے انہوں نے ۶ر رکھی ہے میری رائے ہے مصر میں مفت اشاعت کے لئے وہ شاید اس سے بھی کم پر دے سکیں۔ اور اگر اس کتاب کا خرچ مصری جماعت کو ملجاوے۔ تو پھر وہ اور بھی کتاب اس طریق پر شائع کرسکتی ہے۔ میرے خیال میں ہر جگہ کی انجمن اگر کم از کم ۲۰ کتابوں کی قیمت انکو بھیجدیں تو کم از کم دو ہزار کتاب شائع ہوجائیگی۔

جو صاحب اس کتاب کی اشاعت کے لئے کوئی رقم بھیجنا چاہیں تو وہ آسانی کے لئے بھیج سکتے ہیں کہ ٹامس کک اینڈ سنس بمبئی کو روپیہ بھیجدیں اور انکو ہدایت کردیں کہ وہ شیخ محمود احمد خلف شیخ یعقوب علی عرفانی کو قاہرہ میں اپنے دفتر کی معرفت یہ پہونچادیں اور شیخ محمود احمد صاحب کو بذریعہ خط اطلاع دیدیں جنکا پتہ یہ ہے۔ شیخ محمود احمد احمدی المبشر خلیج مصری نمبر ۵۰ قاہرہ۔

البشریٰ ماہوار عربی رسالہ کی اشاعت کا سوال زیر غور ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ یہ رسالہ جاری ہوجائیگا۔

# عینک سے نجات

اصل میرے کائرہ اور میرا مصدقہ مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب رضہ

یہ سرمہ لگڑوں کیلئے۔ ابتدائی موتیا بند۔ جالا۔ پھولا۔ پرنبال آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہوانکے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ عصکار تولہ میرا پانچ روپیہ تولہ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو بشرطیکہ اسنے باقاعدہ پندرہ روز تک متواتر استعمال کیا ہو سرمہ واپس کردے میں اسکی قیمت واپس کردونگا۔ اسکے مجرب ہونے پر چھ شہادتیں علاوہ میرے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں۔

(۱) مینے جناب سید احمد نور صاحب احمدی کابلی مہاجر قادیان کا سرمہ آزمایا اور بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مفید پایا۔ نیز حضرت والدہ ماجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بہت کمزور ہوگئیں اس سرمہ سے انکو غیر معمولی فائدہ ہوا۔ (محمد اسمٰعیل مولوی فاضل منشی فاضل)

(۲) مینے سرمہ میرا بھائی احمد نور مہاجر قادیان سے لیکر دو ہفتہ تک استعمال کیا اب خدا کے فضل سے میں بغیر عینک کے لکھ پڑھ سکتا ہوں۔ نہایت ہی مجرب اور اعلیٰ درجہ کا سرمہ ہے میں خدا کی قسم کھاکر شہادت دیتا ہوں۔ نہایت عمدہ سرمہ ہے۔

(اللہ دین احمد سابق گرہانگ کانگ توپخانہ جنگی۔)

(۳) مینے ۱۹۱۷ء شہر ملتان میں عینک آنکھوں پر لگائی تھی اور ۱۹۱۹ء میں جناب احمد نور سے سرمہ درجہ اول لیکر استعمال کیا اور خاکسار نے عینک کو اتار دیا ہے اب عینک کی کوئی ضرورت نہیں۔

(خاکسار محمد علی کلیانپوری ضلع لائلپور ڈاکخانہ گگوماہل کساب)

(۴) مینے میاں احمد نور صاحب کابلی سے دو دفعہ سرمہ خریدا جسکو میں نے بہت مفید پایا اور دیگر لوگوں نے بھی مجھ سے لیکر کئی جگہ استعمال کیا سب نے اسکی تعریف کی یہ سرمہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے۔

(عبدالرؤف ہیڈ کلرک ہائی سکول قادیان) ا۔ ح۔ ف۔ ۱۵۔

(۵) احمد نور صاحب کابلی کا سرمہ میرا بارشاد ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب ایک ہفتہ لگایا تھا بحکم خدا اب بالکل آنکھیں اچھی ہیں اور نظر بالکل کامل ہوگئی ہے سو میں اس سرمہ کے مجرب ہونے پر گواہی دیتا ہوں۔ (خادم حضرت خلیفہ ثانی شبراتی قادیان)

(۶) مینے سرمہ میرا تیار کردہ بھائی احمد نور صاحب کابلی تم قادیانی خود استعمال کیا اور نیز اپنے عزیز رشتہ داروں کو بغرض استعمال دیا۔ مینے اس سرمہ کو مفید پایا۔ نیز آنکھوں میں جلن ہوا کرتی تھی جو خدا کے فضل سے اس سرمہ کو ایک ہفتہ استعمال کرنیکے بعد دور ہوا فقط۔ فضل کریم اسسٹنٹ حیدرآباد دکن)

رسد سلاجیت۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دو ماشہ سے ۱۰ ماشہ تک استعمال کریں۔ قیمت قسم اول عمدہ فی تولہ ۱۰ر قسم دوم ۸ر فی تولہ۔

سید احمد نور احمدی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب